سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۲۱)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ

نسب نامہ اور کنبہ

حضرت ہشام بن العاص بنو سہم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے دادا کا نام وائل بن ہاشم تھا، سُعَید (سعد: ابن ہشام) بن سہم سکڑ دادا اور جد قبیلہ سہم بن عمرو بن ہصیص پانچویں جد تھے۔ دشمن دین ابو جہل کی بہن اور حضرت خالد بن ولید کی پھوپھی ام حرملہ بنت ہشام ان کی والدہ تھیں۔ حضرت عمرو بن العاص ان کے بڑے بھائی تھے۔ حضرت ہشام ابو العاص کنیت کرتے تھے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ابو مطیع کنیت اپنانے کی تلقین فرمائی، دوسری کنیت ابو معشر ہے۔ ابو جہل کی بیٹی حضرت ہند ان سے بیاہی ہوئی تھیں۔

والد کی اسلام دشمنی

حضرت ہشام کا والد عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھٹھا کرنے والے مشرکوں میں شامل تھا۔ جب آپ کے صاحب زادے عبد اللہ نے وفات پائی تو اس نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نعوذ باللہ ابتر،

لاوارث ہو گئے ہیں، اب ان کا ذکر باقی نہ رہے گا۔ تب فرمان الٰہی نازل ہوا: 'اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ'، ''بے شک، آپ کا بد خواہ ہی ابتر ہو گا'' (الکوثر ۱۰۸: ۳) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں تھے اور آپ کا تمسخر کرنے والے پانچوں مستہزئین عاص بن وائل، اسود بن عبد یغوث، اسود بن عبد المطلب، ولید بن مغیرہ اور حارث بن طلاطلہ (یا غیطل) موجود تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور باری باری ان کے پاؤں، پیٹ، سر اور آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور یہی اعضا ان کی موت کا سبب بن گئے۔ حضرت جبریل کا اشارہ عاص بن وائل کے پاؤں کے تلوے (sole) کی طرف تھا۔ چنانچہ ہجرت نبوی کے پہلے سال عاص اپنے سفید خچر پر سوار ہو کر طائف کے سفر پر نکلا۔ چلتے چلتے اچانک اس کا خچر کانٹے دار جھاڑیوں کے اوپر جا گرا۔ کانٹا عاص کے پاؤں میں جا لگا جس سے پاؤں پھول کر کپا ہو گیا اور اسی زخم سے اس کی جان چلی گئی (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۷۳۱۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۴۹۸۶)۔ اس طرح یہ ارشاد خداوندی عاص بن وائل پر نافذ ہوا: 'اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ'، ''بلاشبہ، ہم آپ کی طرف سے ان ٹھٹھا کرنے والوں سے نمٹنے کے لیے کافی ہیں'' (الحجر ۱۵: ۹۵)۔ ایک روایت کے مطابق عاص کو کسی موذی کیڑے نے کاٹ لیا۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ہجرت حبشہ

۵/ نبوی (۶۱۵ء) میں قریش کے اہل ایمان پر ظلم و ستم بڑھ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ حبشہ (مملکت اکسوم) کی طرف ہجرت کر جائیں۔ آپ نے فرمایا: وہاں ایسا بادشاہ حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ ماہ رجب میں حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں گیارہ مرد اور چار عورتیں حبشہ روانہ ہوئے۔ یہ ہجرت اولیٰ تھی۔ چند دنوں کے بعد، غالباً ماہ شوال سے پہلے حضرت جعفر بن ابو طالب کی سربراہی میں سڑسٹھ اہل ایمان حبشہ کو عازم سفر ہوئے۔ اسے ہجرت ثانیہ کہا جاتا ہے۔ حضرت ہشام بن العاص اس گروپ میں شامل تھے۔ حارث بن قیس سہمی کے سات بیٹے حضرت حارث، حضرت سائب، حضرت بشر، حضرت سعید، حضرت عبد اللہ، حضرت معمر اور حضرت ابو قیس ان کے ہم سفر تھے۔ بنو سہم کے حضرت خنیس بن حذافہ اور ان کے دو سوتیلے بھائی حضرت عبد اللہ بن حذافہ اور حضرت قیس بن حذافہ بھی ان کے ساتھ چلے۔ دیگر سہمیوں میں حضرت عمیر بن رئاب، حضرت سعید بن عمرو اور حضرت محمیہ بن جزء شامل تھے۔

حبشہ سے مراجعت

شوال ۵/ نبوی میں قریش کے قبول اسلام کی افواہ حبشہ میں سنی گئی، جس پر مہاجرین حبشہ کی ایک تعداد یہ

کہہ کر مکہ لوٹ گئی کہ ہمارے کنبے ہی ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت ہشام بن العاص بھی ان میں شامل تھے۔ مکہ میں داخل ہونے والے اڑ تیس (ابن ہشام: تینتیس) مہاجرین میں سے دو نے مکہ میں وفات پائی، حضرت ہشام سمیت سات اصحاب کو ان کے مشرک اہل خاندان نے قید کر لیا۔ چوبیس صحابہ نے مکہ میں چند مشکل برس گزارے اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہجرت مدینہ کا اذن ملا تو فوراً شہر نبی روانہ ہو گئے۔ قید میں ہونے کی وجہ سے حضرت ہشام بن العاص اور دیگر محبوسین کی ہجرت موخر ہو گئی۔

ہجرت مدینہ

۱۳؍ نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: یثرب میں محفوظ ٹھکانا اور نصرت ہے۔ اللہ نے تمھارے بھائی بنائے اور گھر دے دیا ہے جہاں تم بے خوف ہو کر رہ سکتے ہو۔ آپ کے اذن کے بعد صحابہ انفرادی طور پر اور ٹولیوں میں نکلنے لگے۔ ان کا سفر آسان نہ تھا۔ قریش ہر عازم ہجرت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ طاقت یا حیلے سے روکنے کی کوشش کرتے۔ حضرت عمر، حضرت عیاش بن ابوربیعہ اور حضرت ہشام بن العاص نے اکٹھے مدینہ ہجرت کرنے کا پروگرام بنایا۔ انھوں نے علی الصبح مدینہ سے دس میل باہر مقام سرف سے آگے بنو غفار کے تالاب کے پاس تناضب نامی خاردار درختوں کے جھنڈ میں ملنے کا وعدہ کیا۔ حضرت عمر اور حضرت عیاش تو حسب وعدہ پہنچ گئے، لیکن حضرت ہشام کو مشرکوں نے قید کر لیا۔ دونوں اصحاب بخیر و عافیت مدینہ کے مضافات میں واقع بستی قبا پہنچے، لیکن حضرت عیاش کے سوتیلے بھائی ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام ان کے پیچھے آن پہنچے اور کہا کہ ان کی والدہ نے قسم کھائی ہے کہ وہ سر میں تیل لگائے گی نہ سائے میں بیٹھے گی، جب تک تمھیں دیکھ نہ لے گی۔ حضرت عیاش دھوکے میں آ کر ان کے ساتھ چل پڑے۔ راستے میں ابوجہل اور حارث نے ان کو رسیوں میں جکڑ لیا اور مکہ لے جا کر حضرت ہشام بن العاص کے ساتھ قید کر دیا۔

مدینہ میں حضرت عمر اسی فکر میں مبتلا رہے کہ اللہ اور رسول پر ایمان لانے اور ان کا حق جان لینے کے بعد یہ لوگ دنیاوی آزمایش کی وجہ سے مکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ ان کی توبہ کیسے قبول کرے گا۔ اسی اثنا میں یہ ارشاد ربانی نازل ہوا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ. وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.(الزمر ۳۹:۵۳-۵۵)

حضرت عمر نے ایک کاغذ پر یہ آیات لکھ کر حضرت ہشام بن العاص کو بھیج دیں۔ حضرت ہشام آیات تلاوت کرتے اور اللہ سے ان کا فہم عطا کرنے کی دعا کرتے رہے، آخر کار انھیں سمجھ آ گیا کہ ہجرت ان پر فرض ہے اور وہ اونٹ پکڑ کر مدینہ روانہ ہو گئے (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۷۹۱۴۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۷۵۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۰۵۴۔ البحر الزخار، البزار، رقم ۱۵۵)۔ مدینہ میں ان کی آمد غزوۂ خندق کے بعد ہوئی۔

اہل تاریخ کا التباس اور اس کی تنقیح

حضرت ہشام بن العاص کی سر گذشت ہجرت

تمام مورخین نے حضرت ہشام بن العاص کی ہجرت مدینہ کی یہی سر گذشت بتائی ہے جو ہم نے تحریر کی۔ تاہم ابن ہشام کا بیان مختلف ہے۔ کہتے ہیں: مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا: کون میری طرف سے عیاش بن ابو ربیعہ اور ہشام بن العاص کی ذمہ داری قبول کرے گا؟ حضرت ولید بن ولید بولے: میں آپ کا یہ حکم بجا لاؤں گا۔ وہ چوری چھپے مکہ گئے، وہاں ایک عورت سے ان کا سامنا ہوا جو کھانا اٹھائے جا رہی تھی۔ پوچھا: اللہ کی بندی، کہاں جا رہی ہو؟ بتایا: ان دو قیدیوں کا کھانا لے جا رہی ہوں۔ حضرت ولید نے جگہ پہچان لی، وہ بے چھت کا باڑا تھا۔ رات گئے انھوں نے ایک پتھر پکڑا اور دیوار پھلانگ گئے۔ پتھر حضرت عیاش اور حضرت ہشام کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار کا وار کر کے ان کو کاٹ ڈالا۔ پھر ان کو اونٹ پر بٹھا کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اختتام سفر میں چلتے چلتے ان کے پاؤں کی انگلی زخمی ہو گئی تو یہ شعر کہا:

هل أنت إلا إصبع دميت　　　و في سبيل الله ما لقيت

''تو تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے۔ اللہ کی راہ ہی میں تمھیں یہ مصیبت اٹھانی پڑی ہے۔''

(السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۲/۹۱)

انگلی کے اسی زخم سے ان کی وفات ہوئی۔ حضرت ہشام بن العاص کا سفر ہجرت بیان کرتے ہوئے ابن کثیر نے بھی ابن ہشام کی اس روایت کا حوالہ دیا ہے۔

حضرت سلمہ بن ہشام کی ہجرت مدینہ

حضرت سلمہ بن ہشام کی سوانح نگاری کرتے ہوئے ابن سعد نے یہی واقعہ اس طرح نقل کیا ہے: حضرت ولید بن ولید جنگ بدر میں مشرکین مکہ کی فوج میں شامل تھے۔ شکست کھانے کے بعد مسلمانوں کے اسیر ہوئے تو بھائیوں خالد بن ولید اور ہشام بن ولید نے فدیہ دے کر چھڑایا، رہائی کے بعد اسلام قبول کیا تو انھی بھائیوں نے مکہ لے جا کر قید کر دیا۔ ایک عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد ایک دن موقع پایا تو چھوٹ کر مدینہ کی طرف بھاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیاش بن ابوربیعہ اور حضرت سلمہ بن ہشام کے بارے میں دریافت فرمایا تو بتایا: میں انھیں سخت تنگی میں چھوڑ آیا ہوں۔ ان دونوں کے پاؤں ایک بیڑی میں اکٹھے بندھے ہوئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جاؤ، مکہ کے لوہار کے پاس جا چھپو، وہ مسلمان ہو چکا ہے۔ پھر عیاش اور سلمہ تک پہنچنے کی راہ ڈھونڈو۔ انھیں بتاؤ، تم رسول اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہو، وہ تمھیں یہاں سے نکل چلنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت ولید فرماتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا، انھیں اونٹ پر بٹھا کر مدینہ کی پتھریلی سرزمین میں لے آیا (الطبقات الکبریٰ، رقم ۴۹۰)۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ابن عساکر کا بیان یوں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری پندرہ روز حضرت ولید بن ولید، حضرت سلمہ بن ہشام اور حضرت عیاش بن ابوربیعہ کی مشرکین سے رہائی کے لیے دعاے قنوت مانگتے رہے۔ عید کی صبح آپ نے دعا نہ کی تو حضرت عمر نے پوچھا: یا نبی اللہ، آپ ان تینوں کے لیے دعا نہ فرمائیں گے؟ ارشاد کیا: تمھیں معلوم نہیں، وہ آ چکے ہیں۔ اثناے گفتگو میں حضرت ولید، حضرت سلمہ اور حضرت عیاش کا اونٹ پکڑے آ پہنچے۔ سنگلاخ زمین پر چلنے کی وجہ سے وہ زخمی ہو چکے تھے اور یہ شعر گنگنا رہے تھے:

هل أنت إلا إصبع دميت   و في سبيل الله ما لقيت

يا نفس الا تقتلي تموتي

"تو تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے۔ اللہ کی راہ ہی میں تمھیں یہ مصیبت اٹھانی پڑی ہے۔ اے نفس، اگر تو قتل نہ کیا گیا تو بھی مر جائے گا۔"

حضرت ولید بن ولید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تڑپے اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ نے فرمایا: یہ شہید ہیں، میں اس کا شاہد ہوں (تاریخ دمشق الکبیر، رقم ۷۲۶۳)۔

نتیجہ

مندرجہ بالا روایات پر غور کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت ولید بن ولید اور حضرت عیاش بن ابو ربیعہ کے ساتھ مدینہ کا سفر ہجرت حضرت ہشام بن العاص نے نہیں، بلکہ حضرت سلمہ بن ہشام نے کیا اور ابن ہشام کا بیان درست نہیں، اگرچہ ابن کثیر نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

عہد نبوی کے غزوات

حضرت ہشام بن العاص کے ایام اسیری میں بدر، احد اور خندق کے غزوات انجام پا چکے تھے۔ انھوں نے بعد میں پیش آنے والے معرکوں میں داد شجاعت دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰؍ رمضان بروز جمعہ مکہ مکرمہ پہنچے۔ مکہ فتح کرنے کے بعد آپ نے غیر مسلموں کو پکڑنے کے لیے تمام اطراف میں سریے بھیجے۔ آپ کے حکم پر حضرت ہشام بن العاص دو سو سپاہیوں کا دستہ لے کر یلملم کی طرف نکلے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار

حضرت ہشام بن العاص کے والد العاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں سو اونٹ ہبہ کرنے کی منت مانی تھی۔ والد کی وفات کے بعد حضرت ہشام نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ آزاد کر دیے تو ان کے بھائی حضرت عمرو بن العاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باقی اونٹوں کی قربانی کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تمھارا باپ توحید کا قائل تھا اور تو اس کی طرف سے غلام آزاد کرے، صدقہ کرے یا حج کرے تو اس کا ثواب اس کو پہنچے گا (ابوداؤد، رقم ۲۸۸۳۔ مسند احمد، رقم ۶۷۰۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۱۲۲۰۴)۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کٹر دشمن ہونے کے باوجود وہ توحید پرست تھا؟

عہد صدیقی کے معرکے

جنگ اجنادین

عہد صدیقی میں حضرت ہشام بن العاص نے شام کے محاذ پر لڑی جانے والی پہلی جنگ، جنگ اجنادین میں

شرکت کی۔ یہ معرکہ ۱۳ھ (۶ جولائی ۶۳۴ء) کو موجودہ اسرائیل کے بیت غوفرین یا بیت جبرین اور رملہ کے درمیان واقع مقام اجنادین پر برپا ہوا۔ حضرت خالد بن ولید کی سالاری میں تینتیس ہزار پر مشتمل مسلم فوج کا مقابلہ نوے ہزار کی سپاہ رکھنے والی رومی فوج سے ہوا۔ اس جنگ میں پانچ سو پچھتر مسلمانوں نے شہادت کا نذرانہ پیش کر کے فتح حاصل کی۔ شہدا میں حضرت ہبار بن سفیان، حضرت عکرمہ بن ابو جہل، حضرت ابان بن سعید اور حضرت حارث بن ہشام شامل تھے، جب کہ پچاس ہزار رومی جہنم واصل ہوئے۔ ابن اسحٰق کا کہنا ہے کہ حضرت ہشام بن العاص بھی جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

اس جنگ کے کچھ واقعات

رومیوں اور عرب عیسائیوں کی بڑی فوج جمع ہو گئی تو کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ہم لڑتے ہوئے (حمص کے قریب واقع) شام کے دیہاتوں بیرین اور قدس کی طرف نکل جاتے ہیں اور حضرت ابو بکر کو خط لکھتے ہیں کہ وہ ہمیں کمک بھیجیں۔ حضرت ہشام بن العاص نے کہا: اگر تم سمجھتے ہو کہ مدد اللہ عزیز و حکیم کی طرف سے ہوتی ہے تو لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اگر تم ابو بکر کی مدد کا انتظار کرنا چاہتے ہو تو میں اونٹ پر بیٹھ کر ان سے ملنے چلا جاتا ہوں۔ سپاہی حضرت ہشام کی بات پر لاجواب ہو گئے اور جی داری سے لڑے۔ جنگ اجنادین میں اپنے ساتھیوں کی پست ہمتی دیکھ کر حضرت ہشام نے ان کو غیرت دلائی اور للکارے: مسلمانو، یہ بودے تلوار کا سامنا نہیں کر سکتے، میں ہشام بن العاص ہوں، میری طرح آگے بڑھو، کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو؟ یہ کہتے ہوئے خود اتارا اور غنیم کی صفوں میں گھس گئے، کئی دشمنوں کو مارا اور خود بھی شہید ہو گئے (مستدرک حاکم، رقم ۵۰۵۲)۔ ان کے پیچھے کئی اور مسلمان شہید ہوئے۔ ایک غازی حضرت ہشام کی میت پر کھڑا ہو کر کہنے لگا: یہ شہادت ہی آپ چاہتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کی روایت کے مطابق حضرت ہشام بن العاص نے جنگ کے دوران میں ایک غسانی پر ایسا وار کیا کہ اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ غسانیوں نے پلٹ کر اپنی تلواریں ان کے جسم میں گھونپ دیں۔ پھر گھڑ سواروں نے ان کا جثہ کچل ڈالا۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان کے اعضا اکٹھے کر کے تدفین کی۔

اگلی روایت میں مختلف صورت بیان کی گئی ہے: جنگ اجنادین کے دن رومی شکست کھا کر ایسی جگہ پھنس گئے جہاں ایک شخص کے گزرنے کی گنجایش تھی۔ حضرت ہشام بن العاص لڑتے لڑتے آگے بڑھے، رومیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور اس جگہ کو اپنے لاشے سے پر کر دیا۔ مسلمان سپاہی اس جگہ پہنچے تو حضرت ہشام کی

www.javedahmadghamidi.com

میت کے پاس آکر رک گئے۔ حضرت عمرو بن العاص پکارے: اللہ نے انھیں شہادت بخش دی ہے، اب تو ایک جثہ ہیں، گھوڑے اوپر سے گزار لو۔ گھوڑے گزرنے کے بعد ان کی میت پرزہ پرزہ ہو گئی (مستدرک حاکم، رقم ۵۰۵۱)۔ رومیوں کو شکست ہو گئی تو جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت عمرو نے ان کے اعضا اور گوشت جمع کر کے چٹائی پر ڈالا اور سپرد خاک کر دیا۔

جنگ یرموک

خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں اسلامی افواج سے پے در پے شکست کھانے کے بعد رومیوں نے ایک بڑی فوج اکٹھی کر کے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ نتیجہ جنگ یرموک کی صورت میں نکلا۔ ۱۳ھ (طبری، ابن کثیر) یا رجب ۱۵ھ (بلاذری، ابن عساکر) کو اردن کے دریاے یرموک کے کنارے دو لاکھ چالیس ہزار کی رومی سپاہ جمع ہوئی، جس کا سامنا چھتیس ہزار مسلم مجاہدین نے کیا۔ چھ روزہ جنگ میں حضرت خالد بن ولید نے اپنی بہترین حکمت عملی کے ذریعے سے اپنے دستوں کو آگے پیچھے کیا، رومی لشکر کے کم زور مقامات پر اپنی قوت مرکوز کر کے کئی گنا زیادہ فوج رکھنے والے دشمن کو حرکت سے بے بس کر دیا اور اس کی فرار کی راہیں مسدود کر کے برے انجام سے دوچار کیا۔ میدان جنگ ایک لاکھ بیس ہزار رومیوں کے خون سے لت پت ہو گیا، جب کہ تین ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ شہدا میں حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت عبداللہ بن سفیان، حضرت عمرو بن سعید، حضرت ابان بن سعید، حضرت سہیل بن عمرو، حضرت ہشام بن العاص اور حضرت سعید بن حارث شامل تھے۔

شکست کے بعد شاہ روم ہرقل یہ کہہ کر انطاکیہ سے رخصت ہو گیا کہ اے شام، تو کتنی اچھی سرزمین ہے جو دشمن کے ہاتھ لگی ہے۔ تجھے الوداعی سلام۔

آخری دموں کا ایثار

جنگ یرموک میں حضرت ابوجہم بن حذیفہ پانی کی چھاگل لے کر زخمیوں میں اپنے چچازاد کو ڈھونڈنے نکلے۔ اس کے آخری سانس چل رہے تھے، وہ اس کے منہ میں پانی ٹپکانے لگے تھے کہ پاس ہی ایک اور زخمی کے کراہنے کی آواز آئی۔ چچیرے نے اسے دیکھنے کا اشارہ کیا، وہ اس طرف لپکے تو دیکھا کہ حضرت ہشام بن العاص آخری دموں پر ہیں۔ انھیں پانی پلانے لگے تھے کہ تیسرے مجروح کی آہ سنائی دی۔ حضرت ہشام نے اس کی

طرف توجہ کرنے کو کہا۔ حضرت ابوجہم تیسرے زخمی کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اس کی روح پرواز کر چکی ہے، وہ جلدی سے حضرت ہشام کی طرف پلٹے تو دیکھا کہ ان کی سانس بند ہو چکی ہے۔ حضرت ابوجہم تیزی سے اپنے چچیرے کی طرف بڑھے، لیکن وہ بھی وفات پا چکے تھے (الزہد والرقائق، عبداللہ بن مبارک، رقم ۴۸۱۔ شعب الایمان، بیہقی، رقم ۳۴۸۳)۔ جنگ یرموک کی فصل میں ابن جوزی نے بھی یہ واقعہ بیان کیا ہے، تاہم انھوں نے شہید ہونے والے زخمی صحابہ کے نام اس طرح بتائے ہیں: حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت سہیل بن عمرو اور حضرت حارث بن ہشام (المنتظم ۹۸۵)۔

مقام شہادت

حضرت ہشام بن العاص کا وقت شہادت متعین کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ اجنادین اور یرموک میں ہونے والے دونوں معرکوں کا بیان کرتے ہوئے اہل تاریخ نے ان کی شہادت سے منسلک مختلف واقعات کا ذکر کیا ہے۔ ایک صحابی کی شہادت دو مختلف مقامات پر دو مختلف اوقات میں کیسے ممکن ہے۔

جن مورخین نے حضرت ہشام بن العاص کو اجنادین اور یرموک، دونوں جنگوں کے شہدا میں شمار کیا ہے: ابن سعد، طبری، ابن اثیر۔

جن مورخین کا رجحان جنگ اجنادین کی طرف ہے، اگرچہ وہ جنگ یرموک کا احتمال مانتے ہیں، وہ بلاذری، ابن عبدالبر، ابن حجر اور ابن کثیر ہیں۔

اولاد

حضرت ہشام کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

فضائل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عاص کے دونوں بیٹے (عمرو اور ہشام) مومن ہیں (السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۲۴۲۔ مسند احمد، رقم ۸۰۴۲۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۷۹۱۴۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۰۵۳)۔ حضرت ہشام کی شہادت کے بعد ایک دن قریش کے کچھ افراد بیت اللہ کے عقب میں واقع جگہ میں حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ حضرت عمرو بن العاص طواف کرنے کے لیے آئے۔ انھیں دیکھ کر وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ہشام زیادہ صاحب فضیلت تھے یا ان کے بھائی عمرو بن العاص۔ حضرت عمرو بن العاص طواف سے فارغ ہونے کے

بعد ان کے حلقہ کے پاس رکے اور پوچھا: مجھے دیکھ کر تم لوگوں نے کیا گفتگو کی؟انھوں نے بتایا: ہم آپ دونوں بھائیوں کا موازنہ کر رہے تھے کہ ہشام افضل ہیں یا عمرو؟ حضرت عمرو بولے: تمھارا سامنا ایک واقف حال سے ہوا ہے۔ ہشام کی والدہ ہشام بن مغیرہ کی بیٹی تھیں اور میری والدہ نابغہ عنزہ کی جنگی قیدی تھیں۔ وہ مجھ سے زیادہ والد کو محبوب تھے۔ میں ایک واقعہ سناتا ہوں: جنگ یرموک میں رات سونے سے پہلے ہم دونوں نے نہا کر خوشبو لگائی اور اللہ سے شہادت پانے کی دعا مانگی۔ اگلی صبح ہشام کی دعا قبول ہو گئی اور میں شہادت سے محروم رہا۔ اب آپ خود فضیلت کا اندازہ لگا لیں (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۴۰۶۔ تاریخ دمشق الکبیر، رقم ۸۲۸۸)۔

حضرت عمر کو حضرت ہشام کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا: وہ اسلام کے بہترین معاون تھے۔

چند التباسات

فتح مکہ کے موقع پر جب حضرت ہشام بن العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر پر مہر نبوت پر ہاتھ پھیرا تو آپ نے ان کے سینے کو تین دفعہ ٹھونک کر دعا فرمائی: اللہ اس سے خیانت اور حسد دور کر دے، وہ حضرت ہشام بن العاص سہمی نہیں، بلکہ حضرت ہشام بن العاص (دادا کا نام: ہشام بن مغیرہ) مخزومی تھے (الاستیعاب، ابن عبدالبر، رقم ۲۶۸۴۔ اسد الغابۃ، ابن اثیر ۵/۶۴۔ الاصابۃ، ابن حجر، رقم ۸۹۷۰)۔

حضرت ابو بکر صدیق نے جب حضرت ہشام بن العاص کو شاہ روم ہرقل کی طرف داعی بنا کر بھیجا اور ہرقل نے انھیں مہمان خانے میں ٹھیرا کر ریشمی پارچہ جات پر بنی ہوئی انبیا کی تصاویر دکھائیں، وہ حضرت ہشام سہمی نہیں، بلکہ حضرت ہشام بن العاص اموی تھے (دلائل النبوۃ، بیہقی ۱/۳۸۶۔ تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر: تفسیر سورۂ اعراف، آیت ۱۵۷۔ البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر ۳/۱۴۱)۔ ابن عساکر نے حضرت ہشام اموی کا ذکر نہیں کیا اور یہ واقعہ حضرت ہشام بن العاص سہمی سے منسوب کیا ہے (تاریخ دمشق الکبیر، رقم ۸۲۸۸)۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن اسحٰق)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، معرفۃ الصحابۃ (ابو نعیم اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

www.javedahmadghamidi.com